سوال

(418)مانع حمل یا ممنوع فعل کے ذریعہ سے منصوبہ بندی کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محترم جناب حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب!۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :"الاعتصام "مورخہ یکم جولائی 1984ء میں عزل کے متعلق آپ کا فتویٰ شائع ہوا غالباًاس سے قبل بھی آپ اس مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار فرما چکے ہیں تاہم میرے ذہن میں کچھ خلش ہے جسے دور فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ان اللہ لایستحی من الحق

زید نے اپنی رفیقہ حیات سے عزل کے بارے میں بات کی اس نے زید سے اختلاف کرتے ہوئے کہا یہ مانع حمل اور ممنوع فعل ہے زید کہنے لگا یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا فرمان ہے کہ نزول قرآن کے دور میں ہم عزل کیا کرتے تھے زید کا خیال تھا کہ اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو آسمان سے اس کے متعلق کوئی نہ کوئی حکم ضرور نازل ہوتا یہ سن کر اس کی اہلیہ کہنے لگی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ عزل خفیہ طور پر قتل اولاد ہے ممکن ہے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت سے پہلے کے دور سے متعلق ہو لہذا جب تک تم واضح طور پر اس کو جائز اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تنسیخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے فرمان سے ثابت نہیں کروگے میں نہیں مانوں گی کیوں کہ فرمان الٰہی ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ... ١٤٠ سورة الانعام

"گھاٹا پاگئے وہ لوگ جنھوں نے نادانستہ طور پر اپنی اولاد کو قتل کیا۔

زید نے اپنی بیوی کو اس کی بیماری کی طرف متوجہ کرکے عزل کا جواز پیش کرتے ہوئے کہا کہ اب ڈاکٹروں کے بقول بچے کی پیدائش تمہارے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے مگر وہ کہتی ہے کہ میں اپنی جان کی خاطر دوسری جان کا حق زندگی تلف کر کے کیوں اخروی ناکامی مول لے لوں تم چاہو تو عقد ثانی کرلو زید جو صاحب عیال ہے اور کسی بھی صورت عقد ثانی کا خواہشمند نہیں نہ ہی اسے صرف ایک خاص وجہ سے پسند کرتا ہے۔

«لقوله تعالى : «غَيْرَ مُسَافِحِينَ»

کیوں کہ اس کے خیال میں باوجود کوشش کے انصاف کا دامن اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور عذاب الٰہی کا مستوجب ٹھہرے گا۔

اندریں حالات شرع متین کی روشنی میں بتائیے کہ زید اور اس کی زوجہ میں کس کا نظریہ درست اور راجح ہے تاکہ دنیا کی زندگانی سے بھرپور انداز میں لطف اندوز بھی ہوسکیں اور آخرت میں عتاب الٰہی سے بالکل محفوظ رہیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے مروی روایات واضح طور پر عزل (بوقت انزال علیحدگی) کے جواز پر دال ہیں لیکن یہ جواز دووجہ سے اولویت کے منافی ہے۔

اولاً: جماع عورت کا حق ہے فعل ہذا کے ارتکاب سے لذت جماع میں کمی واقع ہوتی ہے اس بناء پر اہل علم کا کہنا ہے کہ اس کا جواز عورت کی اجازت پر موقوف ہے امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«لاخلاف بین العلماء انہ لایعزل عن الزوجۃ الحرة الاباذنہا لان الجماع من حقہا ولہا المطالبۃ بہا ولیس الجماع المعروف الامالا یلحقہ عزل» (فتح الباری: 9/308)

یعنی "اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آزاد عورت سے عزل اس کی اجازت سے ہونا چاہیے کیونکہ جماع عورت کا حق ہے وہ اس کا مطالبہ کرسکتی ہے اور معروف جماع وہی ہے جس میں عزل نہ ہو۔"

اس کے باوجود شوافع کا اس میں اختلاف موجود ہے ان کا کہنا ہے کہ جماع میں عورت کا اصلاً کوئی حق نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے تکثیر نسل میں کمی واقع ہوتی ہے جو شریعت کا مطلوب ہے البتہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے جذامہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث:

«ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن العزل فقال: ((ذلک الواد الخفی»

یعنی "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً فرمایا: یہ خفیہ زندہ درگور کرنا ہے"

کی بناء پر وطی کو واجب اور عزل کو حرام قرار دیا ہے لیکن ان کا یہ نظریہ درست نہیں ہے چنانچہ ترمذی اور نسائی میں حدیث ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہماری کچھ لونڈیاں تھیں اور ہم ان سے عزل کرتے تھے یہود نے کہا یہ تو چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے یعنی زندہ اولاد کے بالمقابل پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت ہوا تو فرمایا: یہود جھوٹے ہیں اگر اللہ مخلوق پیدا کرنی چاہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے رفع تعارض کی صورت یہ اختیار کی ہے کہ جذامہ کی حدیث کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور بعض نے جذامہ کی حدیث کو ضعیف قرار دینے کی سعی کی ہے لیکن یہ بات درست نہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«والحدیث صحیح لاریب فیہ والجمع ممکن»

یعنی "بلاشبہ حدیث صحیح ہے اور متعارض حدیثوں میں تطبیق وجمع ممکن ہے

اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ مگر تاریخ معلوم نہ ہونے کی بناء پر اس پر نسخ کا حکم نہیں لگ سکتا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ احتمال ہے کہ حدیث جذامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت میں فرمائی ہو کیونکہ غیر مامور بہ امور میں آپ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے بعد میں اللہ نے اس کے حکم سے آگاہ فرمایا تو یہود کی تکذیب کردی لیکن ابن رشد اور پھر ابن العربی نے اس کا تعاقب یوں فرمایا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی پیروی میں کسی بات کو بالجزم بیان کریں اور پھر اسی امر میں ان کی تکذیب کی بھی تصریح کردیں یہ کیسے ہوسکتا ہے! بحث کے اختتام پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

«وجمعوا ایضا بین تکذیب الیہود فی قولہم الموؤودة الصغریٰ وبین اثبات قولہم واداخفیا فی حدیث جذامۃ بان قولہم: الموودة الصغریٰ یقتضی انہ واد ظاہر لکنہ صغیر بالنسبۃ الی دفن المولود بعد وضعہ حیا فلایعارض قولہ: ان العزل واد خفی فانہ یدل علی انہ لیس فی حکم الظاہر اصلاً فلایترتب علیہ حکم وانما جعلہ وادا من جہۃ اشتراکہما فی قطع الولادة وقال بعضہم: قولہ: الوادا لخفی ورد علی

طریق التشبیه لانه قطع طریق الولادة قبل مجئه فاشبه قتل الولد بعد مجیئه قال ابن القیم : الذي كذبت قطع النسل بالوائد فاكذبهم واخبر انه لایمنع الحمل اذا شاء الله خلقه واذالم یردلم یكن واد حقیقته وانما سماه وادا خفیافی حدیث جذامة لان الرجل انما یعزل هربا من الحمل فاجريٰ قصده لذلک مجري الواد لکن الفرق بینهما ان الواد ظاهره بالمباشرة اجتمع فیه القصد والفعل والعزل یتعلق بالقصد صرفا فلذلک وخصه بکونه خفیا» (فتح الباري 9/309)

عبارت ہذا کا مفہوم یہ ہے ۔

تعارض

اس مقام پر دواحادیث کے درمیان ظاہری تعارض کا حل پش کیا گیا ہے پہلی وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی تکذیب فرمائی ہے یہود کا کہنا تھا کہ عزل "مودة صغری" (یعنی واد صغیر چھوٹا زندہدر گور کرنا) ہے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھوٹا قرار دیا دوسری حدیث وہ جس میں آپنے فرمایا : "عزل "واد خفی " ہے یعنی ایک حدیث میں "عزل "کو"واد صغیر "کہنے کی نفی ہے اوردوسری حدیث میں "عزل "کو" واد خفی "کہنے کا اثبات ہے ۔

رفع تعارض

توعلماء نے ان دونوں احادیث کے درمیان تطبیق یہ دی کہ یہود کی تکذیب اس لیے کی کہ ان کی بات کی روسے یہ حقیقی اور ظاہری "واد" ہے مگر مولود کو زندہ دفن کرنے کی نسبت ذراکم ہے تیجتاً اس وعید کے تحت آتا ہے کہ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے ۔«ان العزل واد خفی» یہ جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عزل ظاہری (یعنی حقیقی) "وَاد" ہے ہی نہیں کہ اس پر کوئی حکم یا "وَاد" ہے ہی نہیں کہ اس پر کوئی حکم یا وعید مترتب ہو مگر چونکہ مولود کو زندہ دفن کرنا اور عزل کرنا دونوں کا نتیجہ "۔ قطع الولادة ہے لہذا اس اشتراک کی وجہ سے اسے "وَاد" قرار دیا جب کہ حقیقی "وَاد" نہیں ہے تبھی تو اسے "وَاد" خفی فرمایا ۔ چنانچہ دونوں احادیث باہم متعارض نہ رہیں

دیگر تطبیق :

بعض نے کہا ہے کہ عزل پر وَاد" کا اطلاق باہمی مشابہت کیوجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ عزل میں مولود کے پیدا ہونے سے پہلے دلات کے ذریعے کو قطع کیا گیا ہے لہذا یہ مولود کے پیدا ہوجانے کے بعد اسے قتل کردینے کے مشابہ ہوا ۔ لہذا «علی وجہ التشبیہ» "عزل کووَاد" قرار دیا " «علی وجہ الحقیقۃ» نہیں ۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ کی توجیہ :

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس لیے جھوٹا قرار دیا کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ عزل کی صورت میں حمل قرار نہیں پاسکتا یعنی عزل حمل سے مانع ہے اوران کے نزدیک یہ قطع نسل کے سلسلے میں ویسے ہی ہے جیسے زندہ دفن کرنا لہذا آپ نے انہیں جھوٹا قرار دیا اور خبردی کہ عزل حمل سے مانع نہیں بلکہ اللہ چاہے تو اسے پیدا کردے اور اگر اللہ اسے پیدا کرنے کا ارادہ ہی نہ کرے تو وہ "وَاد" حقیقی "نہ رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامہ کی روایت میں اسے "وَاد خفی" کا نام اس لیے دیا کیونکہ عزل کرنے والا اس لیے عزل کرتا ہے تاکہ حمل نہ قرار پائے یعنی وہ حمل سے فرار حاصل کرنا چاہتا ہے لہذا اس کے اراداور قصد کو "وَاد"

کے قائم مقام قرار دیا لیکن دونوں میں فرق واضح ہے اور وہ یہ کہ حقیقی "وَاد" وہ ہوتا ہے کہ جس میں انسان کا ارادہ بھی شامل ہو اور براہ راست "وَاد" کے فعل کا بھی ارتکاب کرے جب کہ عزل کا تعلق خالص ارادہ اور قصد سے ہوتا ہے اس وجہ سے اسے "وَاد" کے خفی "کہا ہے ۔ شیخنا علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ۔

«آداب الزفاف فی السنۃ المطہرۃ ص۵۵ طبع ۳) مذکور تطبیق کو خوب پسند فرمایا ہے اس سے سائل کے بھی جملہ اشکالات کا ازالہ بطریق احسن ہوجاتا ہے نیز صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے فرامین کا تعلق جملہ عہد نبوت سے ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں اصول حدیث میں مدون نسخ کی صورتوں (نص میں نسخ کی تصریح تاریخ کا علم جمع ناممکن ہو صحابی کی وضاحت وغیرہ) میں سے کوئی صورت بھی اس پر منطبق نہیں ہوتی۔ بالخصوص جب کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :

«اعزل عنها ان شئت» صحیح مسلم کتاب النکاح (۳۵۵٦) اگر چاہو تو عزل کرلو۔"

میں اذان ماثور ہے لہذا جمع و تطبیق ہی اصل ہے (کما تقدم واللہ اعلم)

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص715

محدث فتویٰ